

محمد رفیع ازہر

ریسرچ اسکالر

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

اسلام آباد

”ضیاء النبی“ میں اسمائے معروف

ABSTRACT

Proper Nouns in "Zia-un-Nabi"

By Muhammad Rafi Azhar, Research Scholar, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

Proper Noun is a part of speech that has an important role in syntax in any morphology. "Zia-un-Nabi" is a seven-volume book on the life and personality of Prophet Muhammad P.B.U.H, written by Pir Karam Shah Al-Azhari. It has a large number of proper nouns and unless they are explained in proper context, understanding the text becomes a bit difficult. This paper enlists and explains some important proper nouns used in "Zia-un-Nabi".

دیکھنا یہ ہے کہ کسی بھی نثری و نظمیں فن پارے کے لسانی تجزیے کے لیے اسم کی کیا اہمیت ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قواعد کے تمام اصول اُسماء ہی کے رہن منت ہیں۔ نحوی ترکیب ہو یا صرفی تجزیہ، کوئی فعل ہو یا مفعول، اسم کے بغیر بے معنی ہے۔ کسی صفت اور ضمیر کا تصور بھی اسم کے بغیر ناممکن ہے۔ بلکہ حروف و کلمات کا تحریک اور نشست و برخاست اسم ہی کے دُم خُم سے ہے۔ کسی بھی عبارت میں سے اسم نکال کر دیکھ لیجیے! گویا اس کی روح نکل گئی ہو۔ قواعد کا سارا نظام اُسماء ہی کے پہیوں پر چل رہا ہے۔

اس کے باوجود کہ زبان کی ابتدا کے بارے میں تاریخی طور پر واضح حقائق موجود نہیں لیکن ماہرینِ لسانیات نے مختلف قیاس آرائیاں ضرور کی ہیں۔ یہاں یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ زبان کی ابتدا، اُسماء سے ہوئی یا افعال سے؟ اگرچہ اس ضمن میں تاریخی او رٹھوس حقائق موجود نہیں تاہم اٹھارھویں صدی کے ایک جرمن نقاد اور شاعر ہرڈر جان گاٹ فرائڈ وان Herder John Gottfried Von (۱۷۴۴ء-۱۸۰۳ء) نے زبان کی ابتدا کے بارے میں علمی مباحث کے بعد ایک نتیجہ یہ نکالا کہ زبان کی ابتدا، افعال سے ہوئی اور بعد میں اُسماء وجود میں آئے۔ وہ لکھتا ہے:

”..... گویا افعال سے اُسماء وجود میں آئے۔ اگر زبان عطیہ الہی ہوتی تو اس کا آغاز

اسموں سے ہوا ہوتا۔ اس لیے کہ زبان کے آغاز کا منطقی طریقہ یہی ہے (۱)۔“

ہر ڈر کے مذکورہ نظریے کا اطلاق اسمائے نکرہ پر تو کسی حد تک کیا جاسکتا ہے لیکن اسمائے معرفہ کے ضمن میں یہاں کلی طور پر اختلاف کی گنجائش موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ انسان کا وجود، درحقیقت زبان سے پہلے ہے اور اپنے مادی ظہور کے بعد انسان نے یقیناً سب سے پہلے اپنی تخلیق ہی کے بارے میں سوچا ہوگا اور اپنے وجود کو سمجھنے کی کوشش کی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایک انسان نے اپنے ہم جنس کو مخاطب کرنے کے لیے کوئی تو نام دیا ہوگا۔ اگرچہ زبان سے کوئی ایک آواز ہی نکالی ہو۔ لہذا ایک انسان نے اپنی طرف یا اپنے ہم جنس کی طرف اشارتاً یا کنایتاً جو بھی آواز نکالی، اسے اسمِ حِصَص ہی سے موسوم کرنا چاہیے۔ زبان کی ابتدا سے متعلق مولوی وحید الدین سلیم کا یہ اقتباس قابلِ غور ہے:

”جب زبان ایجاد نہیں ہوئی تھی تو آوازوں کی جگہ اعضائی اشاروں سے کام لیا

جاتا تھا۔ ہر شخص اپنے دل کا مطلب دوسرے شخص کو سمجھانے کے لیے ہاتھ پاؤں

اور آنکھوں کے اشارے سے کام لیتا تھا (۲)۔“

یہ دلیل بر سبیلِ قیاس ہے کہ پہلے انسان نے جب اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے زبان کا سہارا لیا اور جو لفظ ایک آواز میں متشکل ہوا، وہ یقیناً اسم ہی تھا۔ یہ بات عقلاً ہرگز محال نہیں۔ اس ضمن میں ایک امریکی عالمِ لسانیات وٹنی ولیم ڈوائٹ Whitney William Dwight (۱۸۲۷ء-۱۸۹۴ء) کے خیالات سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کا کہنا ہے: ”انسانی لبوں سے نکلی ہوئی ہر وہ آواز جو مافی الضمیر کی مظہر ہو، لسانیات کی توجہ کی مستحق ہے (۳)۔“ مذکورہ دلائل سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ انسان کے منہ سے سب سے پہلے جو بھی آواز نکلی، وہ محض آواز نہ تھی بلکہ ایک لفظ تھا اور بہ قول سید عابد علی عابد ”لفظی تلازمے سے معنوی تلازمے مربوط ہوتے ہیں“ (۴) لہذا ماننا پڑے گا کہ وہ لفظ بامعنی بھی تھا۔ بہر حال یہ بات لائقِ توجہ ہے کہ اسماء کو افعال پر ایک طرح سے تقدم حاصل ہے۔ اس ضمن میں سید عابد علی عابد نے اگرچہ کوئی علمی بحث نہیں کی تاہم ان کے ایک اقتباس سے زیر بحث موضوع کی تائید ضرور ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ البیان میں رقم طراز ہیں:

”ظاہر ہے کہ پہلے چیزوں کے نام رکھے گئے ہوں گے۔ افعال اور حروفِ جارہ اور متعلقہ صرئی و

نحوی کوائف بعد میں وجود میں آئے ہوں گے (۵)۔“

اس سے پیش تر کہ یہ بحث مزید طوالت اختیار کر جائے کیوں نہ ایک ایسا قول فیصل لایا جائے جس سے اسماء کی اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے، چنانچہ الہامی کتابوں میں سے مستند ترین کتاب، یعنی قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں اللہ عزَّ وَّجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

”وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ

أَنْدُؤُنِي بِأَسْمَاءَ هَهُؤَلَا عِرَانِ كُنْتُ صِدْقَيْنِ“ (البقرہ: ۳۱)

”اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیا کے) نام سکھائے، پھر سب (اشیا) کو ملائکہ پر

پیش کر کے فرمایا: سچے ہو اگر تم! ان کے نام تو بتاؤ؟“ (۶)

مذکورہ آیت سے نہ صرف اسمائے اشیا کی اہمیت واضح ہوتی ہے بلکہ اسماء کے تقدم کی صراحت بھی ہو جاتی ہے۔ مزید برآں یہ لطیف نکتہ بھی سامنے آیا کہ انسانوں میں افضلیت کا سہرا، اگرچہ علم والوں کے سر جاتا ہے تاہم علم والوں میں بھی برتری کا استحقاق وہی علما رکھتے ہیں جو مذکورہ آیت کریمہ کی ذیل میں آتے ہیں..... مراد: اسماء کا زیادہ سے زیادہ علم ہونا فضیلت کی علامت ہے۔ علاوہ ازیں: یہاں اصل مقصد چوں کہ اسماء کی اہمیت واضح کرنا تھا، لہذا اس دلیل قطعی کے بعد بھی اگر کوئی اعتراض کرے تو اسے محل نظر رکھنا ضروری ہوگا۔

اس مختصر تمہید کے بعد اس طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ کسی فنی نثر کے لسانی تجزیے میں اسمائے معرفہ کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ فنی نثر جس میں متنوع اسماء فن کی بنیاد قرار پائیں، زیادہ قابل قدر خیال کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک فنی نثر چاہے وہ افسانوی ہو یا غیر افسانوی مختلف کرداروں کے باہم رشتوں ہی کی وجہ سے پلاٹ یا کہانی کو اپنے معراج تک پہنچاتی ہے، اس لیے اسماء کا بہتر تعین نہ صرف فن پارے کے حسن کا موجب بنتا ہے بلکہ ایک قاری بھی انہیں اسماء کی بنیاد پر مختلف محاکات اپنے ذہن میں بناتا ہے۔ اس کے برعکس جب ایک لسانی مطالعہ خاص سیرت نبوی ﷺ کی فنی نثر کا ہو تو اس کی اہمیت ایک گونا گونا اور بڑھ جاتی ہے، کیوں کہ اسمائے معرفہ تاریخ سے جڑے ہوئے بہت سے حقائق تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ ماہرین لسانیات کے مطابق: ایک عام لفظ بھی کسی نہ کسی ثقافت کا نمائندہ ہوتا ہے اور اس سے جڑی ہوئی کہانی کسی تہذیب کا پتہ دیتی ہے۔ اس لحاظ سے تو ایک خاص لفظ پر اس کا استدلال بہ درجہ اولیٰ ہونا چاہیے! اُردو ادب اور بہ طور خاص شاعری میں، اسمائے معرفہ، بعض اوقات تمبیجات کا روپ دھار لیتے ہیں اور قاری فنی نثر یا نظم کا اس وقت تک استنبہام یا استدراک نہیں کر سکتا جب تک اسم خاص سے منسوب اہم واقعات کے بارے میں مناسب علم نہ رکھتا ہو۔ اُردو لغات میں تاریخی اسمائے معرفہ کا اندراج نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس تجربے سے بارہا گزرنا پڑا اور قدیم و جدید اُردو ادب میں مستعمل اسمائے خاص کی حقیقت جاننے کے لیے کئی بار اُردو لغات کو کھنگالا گیا لیکن سوائے تکلف کے نتیجہ صفر ہی رہا۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جب شاعر مشرق، ڈاکٹر محمد اقبال، ارمغانِ حجاز کی ڈرامائی نظم، ابلیس کی مجلسِ شورا میں پانچویں مشیر سے یہ کہلاتے ہیں:

وہ یہودی فتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بُروز

ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تارتار (۷)

تو کتنے لوگ ہیں جو مزدک کے تاریخی حقائق سے واقف ہوں گی؟ شاید یہ مشکل ایک فی صد نو جوان بھی اس لفظ کا فہم نہیں رکھتے اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ معروف اُردو لغات میں بھی اس کا معنی درج نہیں۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے ورنہ اس طرح کے بہت سے معروف و مشہور اور تاریخی نام ہیں جنہیں بہ طور تلمیحات استعمال کیا گیا ہے لیکن اُردو لغات ان کی تفہیم سے تہی دامن ہیں۔ علاوہ ازیں؛ اُردو ادب میں اس طرح کے اسمائے خاص کو بہ طور تلمیحات و علامات استعمال کرنے کی بہت زیادہ گنجائش بھی موجود ہے۔ المختصر؛ یہاں مولانا سید سلیمان ندوی کے قول کی بہر صورت تائید کرنی پڑتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

”یہ تاریخ ہمارے لغت کا بڑا اہم باب ہے لیکن افسوس کہ اس کی طرف ابھی تک

ہمارے زبان کے لغت نویسوں نے توجہ نہیں کی ہے (۸)۔“

بہر کیف کسی بھی فنی نثر کے لسانی جائزے میں اسمائے معارف کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس بحث کو پروفیسر خلیل صدیقی کے ایک اہم اقتباس کی مدد سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ جو کسی لفظ کو لسانی تناظر میں سمجھنے کے لیے ایک اہم دستاویز سے کم نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”کم و بیش ہر لفظ کی ایک تاریخ ہوتی ہے جس کے دھندلکے میں گونا گوں لسانی

تغیرات کو ڈھونڈا جاسکتا ہے۔ الفاظ کے صوتی و معنوی تغیر و تبدل کی داستان میں

اجزائے کلام کی کروٹیں اور نمونے لسان کے کرشمے بھی محسوس کیے جاسکتے

ہیں (۹)۔“

مذکورہ اقتباس سے بہ طور خاص اسمائے تاریخ کی اہمیت تو واضح نہیں ہوتی لیکن چوں کہ ہر تاریخی نام کے ساتھ مختلف واقعات جڑے ہوتے ہیں اس لیے تخلیقی نثر یا نظم میں کوئی تاریخی نام برتنے سے عبارت معنی خیر ضرور ہو جاتی ہے۔ لہذا؛ تاریخی ناموں سے جڑے مختلف واقعات کا مختصر احاطہ، اُردو ادب کی لغت نگاری میں یقیناً قابلِ قدر اضافہ ہوگا۔ راقم نے ضیاء النبی (۱۰) کی پہلی دو جلدوں سے تاریخی ناموں کی ایک طویل فہرست تیار کی ہے۔ ضیاء النبی پاکستانی شرعی عدالت کے سابق چیف جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موضوع پر تحریر کردہ سات جلدوں پر مشتمل اُردو فنِ نثر کی مایہ ناز کتاب ہے۔ موصوف کا شمار اُن جید علما میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلامی و عصری علوم کی تحصیل کے لیے، مصر کے شہر قاہرہ میں، صدیوں سے قائم، دنیاے اسلام کی عظیم یونیورسٹی، جامعہ ازہر کا رخ کیا۔ موضوع کے لحاظ سے تو شاید ماہرینِ ادب ضیاء النبی کو اُردو ادب کے دائرہ کار میں شامل کرنے کے لیے تیار نہ ہوں لیکن تکنیکی نقطہ نظر سے فنِ سیرت نگاری کو اُردو تنقیدات و اسالیب میں جگہ نہ دینا صریح ناانصافی ہوگی۔

اس احتراز کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ اردو نثر میں اب تک ناقدین و ماہرین کی توجہ کا مرکز زیادہ تر افسانوی ادب اور تنقیدی نظریات ہی رہے ہیں۔ اگرچہ سرسید احمد خاں، مولانا شبلی نعمانی اور ابوالکلام آزاد وغیرہا نابغہ علماء و ادبا کا علمی سرمایہ زیادہ تر مذہبی موضوعات ہی تھا تاہم اردو ادب میں جس طرح اُن کی انشا پردازی کو موضوعِ گفت گو بنایا جاتا رہا ہے، اُن کے بعد اس کی مثالیں کم ہی ملتی ہیں۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے کہ اسلامی موضوع سے متعلق اردو کی کسی کتاب کو محض انشا پردازی اور تکنیکی نقطہ نظر سے زیر بحث لایا جائے؟

لسانی مطالعے ہی سے یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ ضیاء النبی کی تخلیقی نثر میں فن کے وہ موتی بکھرے پڑے ہیں جس کی افسانوی نثر ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی۔ لہذا، اردو ناقدین کا اس طرف توجہ دینا، اردو ادب کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کے مترادف ہوگا۔ خاص طور پر زیر بحث موضوع پر کام کرنے کی یہاں بہت زیادہ گنجائش موجود ہے۔ ضیاء النبی کے لسانی مطالعے کے بعد، بے آسانی یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اس میں جو اسمائے معرفہ رقم ہوئے ہیں وہ اہم تاریخی حقائق سے متعلق ہیں۔ اس لیے ان کی فہرست اور ضیاء النبی کی روشنی میں ان کی مختصر تفہیم یقیناً لسانی اور اردو ادب کے حوالے سے ایک قابلِ قدر کام ثابت ہو سکتا ہے اور جدید اردو لُغت نگاری کے لیے بھی شاید یہ قابلِ توجہ ہوں۔ بہ خوف طوالت یہاں تمام اسماء کو درج تو نہیں کیا جاسکتا تاہم بہ طور نمونہ چند مثالیں درج کی جا رہی ہیں:

قومیں اور قبیلے

تورانی: وسط ایشیا کی ایک قوم جس نے عین اس وقت ایران پر حملہ کیا جب زرتشتی مذہب عروج پر تھا۔ اس حملے میں زرتشت بھی مار گیا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۴۰)

عاد: ایک قدیم قوم جو عرب کے علاقے احقاف میں آباد تھی۔ اسی قوم پر عذابِ الہی نازل ہوا تھا۔ اب اس قبیلے کا وجود نہیں رہا۔ اس کا شمار العرب البانہ میں ہوتا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۱۵۰، ۲۵۱)

دراوڑ: ہندوستان کی قدیم ترین قوم جو آریاؤں کی آمد کے بعد جنوبی ہند میں آئے۔۔۔۔۔ ابتداً یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل تھے۔ (ج: ۱، ص: ۱۶۷، ۱۷۲)

صائبہ: ایک قوم جس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ ان کا مرکز حیران میں تھا۔ ان کے دو گروہ تھے، ایک، موحدین اور دوسرا، مشرکین (ستارہ پرست)۔ (ج: ۱، ص: ۳۳۰)

لاطینی: اٹلی کے قدیم قبائل جو بیرونی حکمرانوں کو ہرگز برداشت نہیں کرتے تھے۔ ۵۰۹ ق م میں رومیوں نے آخری بیرونی بادشاہ مغرور ٹارکیون کو نکال باہر کیا۔ اس کے بعد ان کی آزادی کا دور شروع ہوا۔ (ج: ۱، ص: ۱۱۹)

العرب البانہ: عرب کے وہ قبائل جنہیں گردشِ لیل و نہار نے فنا کر دیا۔ ان کے بارے میں تاریخی معلومات ہیں نہ ان

کے آثار، تاہم ان کے نام رہ گئے جو آسمانی کتابوں یا عرب شعرا کے کلام میں کہیں کہیں موجود ہیں۔ عرب مُنَوَّرِ خَیْن کے مطابق یہ سامی نسل سے ارم کی اولاد تھے۔ انھیں آرمین بھی کہا جاتا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۲۵۲)

ارم: نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کا بیٹا جس کی نسل کو آرمین بھی کہتے ہیں۔ عرب الباندہ اسی قوم سے تھے جو فناء ہو گئے۔ (ج: ۱، ص: ۲۵۲)

جرہم: یمن کا مشہور قبیلہ جس کا تعلق قحطان کی نسل سے تھا۔ یہ قبیلہ مکہ آکر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے ساتھ رہنے لگا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی اسی قبیلے کی ایک لڑکی سے ہوئی اور اسی قبیلے سے آپ نے عربی زبان سیکھی۔ (ج: ۱، ص: ۲۵۳، ۲۵۴)

سرداران قبائل

حاجب: قبیلہ مُضَرَ کا سردار جو اپنے قبیلے کو لے کر ایران جا بسا اور کسراے ایران کے پاس اپنی کمان بہ طور ضمانت رکھی کہ ان کا قبیلہ فتنہ و فساد نہیں کرے گا..... یہ زرارہ تہمی کا بیٹا تھا جس نے مجوسیت اختیار کرنے کے ساتھ ایرانیوں کی اتباع میں اپنی بیٹی سے نکاح بھی کر لیا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۳۰۰، ۳۳۲)

”السید“ اور ”العاقب“: اہل نجران کے دوسرے سردار جنھیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مباہلے کی دعوت دی لیکن انھوں نے اسے قبول کرنے کی بجائے جزیہ دینے کو ترجیح دی۔ (ج: ۱، ص: ۳۳۴)

غالب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور کا ایک سردار جو مشہور عربی شاعر فرزدق کا باپ تھا۔ (ج: ۱، ص: ۳۵۵)

قیس بن عاصم: یہ بنی تیم کا وہ شخص ہے جس نے بیٹیاں زندہ درگور کرنے کی رسم کا آغاز کیا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۳۶۲)

مسعود ثقفی: طائف کا سردار جس نے ابرہہ کی غلامی قبول کر کے اس کی مدد کی تاکہ وہ کعبہ کو گرا دے۔ (ج: ۱، ص: ۴۵۰)

نسب نامہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سارہ بنت ہاران: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ۔ آپ کے بطن سے اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (ج: ۱، ص: ۳۸۰)

ہاران: اس نام کے دو افراد تھے؛ ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی تھے۔ دوسرے آپ کے چچا تھے جنھیں ہاران الاکبر کہا جاتا تھا۔ حضرت سارہ ہاران الاکبر کی صاحب زادی تھیں۔ (ج: ۱، ص: ۳۸۰)

ہاجرہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری زوجہ جو درحقیقت مصر کے ایک بادشاہ کی ملکہ تھیں۔ ان کا تعلق قبطی قوم سے تھا۔ بعد ازاں فرعون نے اسے اٹھالایا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گزر مصر سے ہوا تو فرعون نے اسے حضرت سارہ کی خدمت میں پیش کیا اور حضرت سارہ نے انھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہ طور تحفہ دے دیا۔ آپ ہی کے بطن سے

حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تھے..... ایک قول کے مطابق یہ فرعون کی بیٹی تھیں۔ (ج: ۱، ص: ۳۸۱، ۳۸۲)

آزر: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا۔ (ج: ۱، ص: ۳۹۰)

تاریخ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد۔ (ج: ۱، ص: ۳۹۰)

السیدہ بنت مضاہ بن عمرو الجریہی: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ محترمہ۔ (ج: ۱، ص: ۳۹۴)

عمیسو: حضرت اسحاق علیہ السلام کا فرزند جن کی شادی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ (ج: ۱، ص: ۳۹۴)

”نابت“ اور ”قیدر“: حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فرزند ان..... عرب کے کثیر التعداد قبائل انہی کی نسل سے ہیں۔ نابت نے اپنے والد کے بعد زمام کار سنبھالی اور اپنے بارہ بھائیوں اور ان کی کثیر اولاد کی قیادت کی..... آپ کی وفات کے بعد بنو جرہم نے بیت اللہ کی تولیت پر قبضہ کر لیا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۳۹۴، ۴۲۸)

مضاہ بن عمرو جرہمی: اس نے نابت بن اسماعیل علیہ السلام کی وفات کے بعد بیت اللہ شریف کی تولیت پر قبضہ کر لیا تھا..... یہ رشتے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سر لگتے تھے (ج: ۱، ص: ۴۲۸)

عدنان: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک مشہور بزرگ جن کے دو بیٹے تھے اور انہی سے آپ کی اولاد پھیلی..... ان تک نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سلسلہ نسب متفق علیہ ہے۔ (ج: ۱، ص: ۲۵۴، ۳۹۱)

شاہان سلطنت

اردشیر: ساسانی خاندان کا مؤسس اول جس نے ۲۸ / اپریل ۲۲۴ء میں طیسفون فتح کیا تھا اور ۲۲۶ء یا ۲۲۷ء میں اپنی شہنشاہیت کی بنیاد رکھی اور زرتشتی مذہب کو عروج بخشا۔ (ج: ۱، ص: ۳۸، ۵۰)

ساسان: قدیم ایران کے صوبہ فارس کے شہر اصطر کا چرواہا جس کی حکمرانی فارس پاک کی لڑکی سے شادی ہوئی اور اس کے بطن سے اردشیر پیدا ہوا۔ (ج: ۱، ص: ۶۰-۶۱)

وِستَاسپ VISTASP: صوبہ خراسان کے شہر کشمار کا حکمران جس سے زرتشت کی ملاقات ہوئی۔ شاہ نامہ فردوسی میں اس کی املا ”گستاسپ“ لکھی ہے یہ حکمران زرتشت کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا تھا اور اس کا دست راست ثابت ہوا۔ (ج: ۱، ص: ۳۹، ۴۰)

خسر پرویز: قدیم ایران کا بادشاہ جس نے عیسائیت کے خلاف مقدس جنگ کا اعلان کیا تھا اور اس کی فوج میں چھبیس ہزار یہودیوں نے شامل ہو کر ۶۱۴ء میں یروشلم پر حملہ کر دیا، اس طرح نوے ہزار عیسائیوں کو قتل کر دیا گیا۔ (ج: ۱، ص: ۵۵)

ہرقل: قیصر روم جس کا خسرو پرویز کے ساتھ طویل عرصہ تک جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر اس نے خسرو پرویز پر فتح حاصل کی اور اپنے مقبوضہ علاقے واپس لے لیے۔ اس نے عیسائی فرقوں کو متحد کرنے کی کوشش بھی کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ (ص: ۷۵، ۱۵۲، ۱۵۳)

نوشیروان: قدیم ایرانی بادشاہ خسرو اول جو دنیا میں عادل کے لقب سے مشہور ہے تاہم جب حکم ران بنا تو اس نے اپنے سترہ سکے بھائیوں کو قتل کرا دیا۔ (ج: ۱، ص: ۷۶)

جولیس سیزر: قدیم روم کا سپہ سالار جس نے ۵۸ ق م تا ۵۰ ق م میں فوجی شہرت حاصل کی۔ اس دوران میں یہ مصر کی نوجوان ملکہ کلیوپٹرا پر فریفتہ ہو گیا تھا اور اس کے بطن سے ایک بیٹا بھی پیدا ہوا۔ سیزر نے قدیم اور غلط تقویم کی جگہ ۳۶۵ دن کا نیا سال جاری کیا جس کے ہر چوتھے سال ایک دن کا اضافہ کر دیا جاتا۔ اس نے جمہوریت کے تمام اداروں کو معطل کر دیا اور اپنی پرستش کروانا بھی شروع کر دی تھی۔ (ج: ۱، ص: ۱۲۱)

آکٹیویوس ACTAVIAN: قدیم روم کے حکم ران سیزر کے قتل کے بعد اس کا جانشین بنا جو اس کی بھانجی کا بیٹا تھا۔ یہ بھی سیزر کے نقش قدم پر چلا اور عظیم فتوحات حاصل کیں لیکن سادہ زندگی گزاری۔ آگسٹس (محترم عظیم) کے لقب سے مشہور ہوا۔ رعایا کے مختلف گروہ اسے دیوتا کی طرح پوجتے تھے۔ اس کے بعد شہنشاہیت کا آغاز ہوا اور اسی دور میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ (ج: ۱، ص: ۱۲۲-۱۲۳)

گلیئرئس GALERIUS: روم کا شہنشاہ جس کے دور ۳۱۱ء میں پورے روم میں عیسائیت پھیل گئی تھی۔ (ج: ۱، ص: ۱۲۲)

قسطنطین: روم کا بادشاہ جس نے ۳۱۳ء میں میلان کے فرمان شاہی کے ذریعے مذہبی آزادی کا اعلان کیا اور اپنی نگرانی میں مسیحیت کے مذہبی راہنماؤں کی ایک مجلس ۳۲۵ء میں نیقیہ کے مقام پر منعقد کی۔ اس نے بادشاہوں کی پرستش کو کالعدم قرار دے دیا تھا۔ علاوہ ازیں اس نے یورپ کے زیادہ تر حصے پر قبضہ کر لیا اور اورائی ایس کے مذہب پر عیسائیت مقبول کر لی تھی۔ شروع میں اس نے توحید ہی کو سرکاری مذہب قرار دیا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۱۲۲، ۱۲۸، ۵۰۶)

اشوکا: قدیم ہندوستان کے مشہور بادشاہ چندرا گپتا موریہ کا پوتا جس نے سلطنت میں توسیع کے لیے کئی علاقے حکومت میں شامل کر لیے اور بدھ مت قبول کر کے ساری مملکت میں جانوروں کی قربانی کی ممانعت کر دی۔ اس طرح ہندوستان میں گوشت نہ کھانے کا آغاز ہوا۔ اس نے بدھ مت کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے مختلف ممالک میں تبلیغی وفد بھیجے۔ (ج: ۱، ص: ۱۶۸، ۲۰۵، ۲۱۵)

ہرش: قدیم ہندوستان کا مہاراجہ جس کی سرپرستی میں بدھ مت پورے ہندوستان کا مذہب بن گیا تھا۔ ہرش کا تعلق چندر

گپتا خاندان سے تھا۔ (ج: ۱، ص: ۲۱۵، ۲۱۹)

عمر و بن لُحی الخزاعی: تاریخ عرب میں اس شخص نے مکہ میں فتنہ و فساد کا آغاز کیا تھا۔ اس نے بنو اسماعیل سے مل کر بنی جرہم کے ساتھ جنگ کی اور انھیں جلا وطن کر کے خود کعبہ کا متولی بن گیا۔ بعد ازاں اس نے بلقا سے چند ہت لاکر خانہ کعبہ کے ارد گرد نصب کر دیے۔ بس اسی روز سے اہل عرب میں بت پرستی کا آغاز ہو گیا۔ اس نے دین ابراہیم کو تبدیل کیا۔ سائبہ اور بحیرہ کی بدعت کا آغاز کیا۔ یہ ۳۴۰ء تک زندہ رہا اور اس کے خاندان نے پانچ سو سال تک مکہ میں حکومت کی۔ (ج: ۱، ص: ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶)

نمرود: قدیم بابل و نینوا مملکت کا بادشاہ۔ اس کو ”نمرود جسیم“ بھی کہا جاتا تھا۔ کیوں کہ یہ قد و قامت اور تن و توش میں بہت بھاری بھر کم تھا۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا جابر (آمر مطلق) تھا۔ (ج: ۱، ص: ۷۱، ۷۳، ۷۵، ۷۷، ۷۸)

زہرا بن مذاہب

زرتشت: ایران کے قدیم مذہب کا بانی جس کا ظہور آریہ کی مظاہر پرستی کے دور میں ہوا۔ یہ آذربائیجان کا باشندہ تھا اور اس کو یقین ہو گیا تھا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبری کے منصب پر فائز کیا ہے۔ ۱۰۰۰ ق م یا ۶۶۰ ق م میں پیدا ہوا اور وفات ۵۸۳ ق م میں ہوئی۔ جب تورانیوں اور زرتشتیوں کی جنگ ہوئی تو زرتشت بلخ کے معتم پر مارا گیا۔ (ج: ۱، ص: ۳۹، ۴۰)

مزدک: ایک نیشاپوری فرد جس نے ایرانی معاشرے کی اخلاقی کم زوری سے فائدہ اٹھا کر نظام حیات کا ایک نیا فلسفہ پیش کیا جس کی رو سے تمام انسان مساوی ہیں اور ہر وہ چیز جو ایک انسان کو دوسرے انسان سے بالاتر کر دے اسے مٹا دیا جائے۔ مزدک نے انسانوں میں طبقاتی تقسیم کی دو جوہات بیان کیں ایک جائیداد اور دوسری عورت۔ اس نے کہا: سب انسان مساوی ہیں، اس لیے کوئی جائیداد کسی کی ذاتی ملکیت نہیں اور نہ ہی کوئی عورت کسی ایک شخص کی منکوحہ بن کر رہ سکتی ہے۔ ہر عورت اور ہر جائیداد سب کی مشترکہ ہیں۔ مزدک کا دعوا تھا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کی دعوت دے رہا ہے۔ بعد ازاں جب نوشیرواں حکم ران بنا تو اس نے مزدک اور اس کے سب پیروکاروں کو ہلاک کر دیا۔ اس نے ایک دن میں ایک لاکھ مزدکیوں کو ہلاک کیا گیا۔ (ج: ۱، ص: ۸۹، ۹۰، ۹۳)

بدھا: ویدوں کے نظریات کا مخالف جس کا تعلق سیلانی گروہ سے تھا۔ ہندو اسے وشنو کا نواں روپ اور اس کا اوتار ماننے لگے تھے۔ اس نے کہا کہ جانوروں کو ذبح کرنے کی بجائے اپنی ذات کا انکار کرو اور روشنی حاصل کرو۔ اس کا اصل نام ”گوتم“ یا ”گوتم“ تھا لیکن بدھا کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ (ج: ۱، ص: ۱۸۴، ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۰۷)

مہاویر: ویدوں کے نظریات کا مخالف جس کا تعلق سیلانی گروہ سے تھا۔ یہی جین مت تحریک کا راہنما تھا۔

(ج: ۱، ص: ۱۸۴، ۲۰۷)

کانفیوشس CONFUCIUS: ۵۵۱ ق م میں پیدا ہونے والا چین کا ایک دانا شخص جو ساری عمر چین میں اس لیے سیاحت کرتا رہا کہ اسے کوئی ایسا حکمران مل جائے جو اس کے اصولوں پر عمل کرے اور انہیں نافذ بھی کرے لیکن وہ ناکام رہا اور ۴۷۹ ق م میں فوت ہو گیا تاہم اس کے مرنے کے بعد سے ۱۹۱۱ء کے انقلاب تک لوگ اسی کے نظریے پر عمل پیرا رہے۔ (ج: ۱، ص: ۲۳۵)

برناباس: قبرص کا باشندہ اس کا نام JOSES تھا۔ پہلے یہ یہودی تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد یہ دین عیسوی کا سرگرم مبلغ بن گیا۔ دوسرے حواری اس کو برناباس کے نام سے پکارتے تھے۔ پہلے سینٹ پال اور برناباس اکٹھے تھے لیکن اختلافات کے بعد برناباس اس سے الگ ہو گیا اور پس منظر میں چلا گیا۔ یہ خالص توحید پرست تھا اور اس کا شمار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں ہوتا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۱۲)

سینٹ پال: طرسوس کا یہودی باشندہ جس نے عیسائی مذہب قبول تو کر لیا تاہم اس کے عقائد مسیح علیہ السلام کے اقوال کا منبع نہ تھے بلکہ اس کی ذاتی سوچ، بچار کا نتیجہ تھے۔ وہ روم کے فلسفے اور مشرکانہ عقائد سے بہت متاثر تھا۔ اس نے عیسائیت کو اسی مشرکانہ سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جو عوام کو بہت پسند آئی۔ پہلے برناباس اس کے ساتھ تھا لیکن اس کے عقائد کی وجہ سے وہ اس سے علیحدہ ہو گیا۔ (ج: ۱، ص: ۵۰۵)

دیوی، دیوتاؤں اور بتوں کے نام

وارونا VARUNA: آریہ کے نزدیک آسمانی دیوتا، یونانی اسے یورانس OURANOS کہتے تھے۔ ایران میں اسے سب سے بڑے خدا کی حیثیت سے پوجا جاتا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۳۹)

متھرا MITHRA: آریہ کے نزدیک روشنی کا دیوتا۔ وارونا اور متھرا کے بارے میں آریہ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ انسانوں کے دلوں کے حالات اور ان کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ (ج: ۱، ص: ۳۹)

اھورامزدا AHURAMAZDA یا آرمزد ARMOZD: زرتشت کے خداے وحدہ لا شریک کا نام۔ اس کا معنی ہے سب کچھ جاننے والا خداوند، برتر اور ساری دنیا کا پیدا کرنے والا۔ ”توحید خالص کے عقیدہ کی جو تبلیغ زرتشت نے کی تھی اس عقیدہ کو رفتہ رفتہ ترک کر دیا گیا اور قوم نے اپنی عبادت گاہوں میں پرانے بتوں کو بھی سب کر رکھ دیا۔“ (ج: ۱، ص: ۴۰، ۴۱)

انیتا: زمین اور اس کی زرخیزی کی دیوی جس کی آریہ قوم پرستش کیا کرتی تھی۔ (ج: ۱، ص: ۴۱)

ہوما: آریہ قوم کا ایک مقدس نیل۔ علاوہ ازیں ایک پہاڑی بوٹی کا نام جس کی شراب بنا کر آریہ پیتے اور اپنے مقدس نیل

کی پوجا کیا کرتے تھے۔ (ج: ۱، ص: ۴۱)

اپولو APOLLO: قدیم یونان میں سورج کی حرکات کو اپولو سے منسوب کیا جاتا تھا۔ اہل یونان اس دیوتا کا خاص احترام کرتے اور کسی بھی اہم کام سے قبل وہ اس سے شگون ضرور لیتے تھے۔ (ج: ۱، ص: ۱۰۴-۱۰۵)

شیوا SHIVA: ہندوؤں کے ہاں اس کی قدر و شئو دیوتا سے بڑھ کر ہے۔ اس کی تصویر میں اس کے پانچ چہرے اور چار ہاتھ دکھائے گئے ہیں۔ یہ زمانے کے آخر میں کائنات کو بھسم کر دے گا۔ اسے انسانی اور حیوانی افزائش نسل کا دیوتا بھی کہتے ہیں۔ بیرو جواں، مردوزن سب اس کے آلہ تناسل کی پوجا میں مصروف رہتے ہیں۔ (ج: ۱، ص: ۱۷۹، ۱۸۷)

مہادیو: ہندوؤں کے ایک دیوتا کا نام جس کا ذکر ان کی مذہبی کتاب بشن دھرم میں ہے۔ اس کا لنگ سومات میں سجایا گیا تھا اور ہندو اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مندروں میں اسے سجا کر اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ (ج: ۱، ص: ۱۹۷)

”اساف“ اور ”نائلہ“: اہل مکہ کے دو معبودوں کے نام۔ اساف بن یعلیٰ، بنی جرہم کا مرد اور نائلہ بنت زید، بنی جرہم کی عورت تھی۔ ایک دفعہ دونوں یمن سے حج کرنے کے لیے مکہ آئے۔ جب کعبہ میں داخل ہوئے تو تنہائی پا کر بدکاری کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔ کسی نے عبرت کے لیے انھیں کعبے سے باہر رکھوا دیا۔ بعد ازاں رفته رفته ان کی بھی پوجا کی جانے لگی۔ (ج: ۱، ص: ۳۱۹)

نام ور شخصیات

سقراط: قدیم یونان کا فلسفی جس نے ستاروں کو الہ ماننے سے انکار کیا تو ایتھنز کے چند مذہبی رؤسا نے اسے ملحد قرار دے کر موت کی سزا سنائی اور اس نے زہر کا پیالہ خوشی سے پی لیا۔ (ج: ۱، ص: ۱۷۰)

ارجن: ہندوستان کی قدیم رزمیہ نظم مہابھارت کا ایک مکالماتی کردار۔ (ج: ۱، ص: ۱۷۳)

رام: ہندوستان کی قدیم رزمیہ نظم رامائن کا ایک کردار؛ جسے اس کے باپ نے جلاوطن کر دیا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۱۷۸)

سیتا: ہندوستان کی قدیم رزمیہ نظم رامائن کے کردار رام کی بیوی۔ (ج: ۱، ص: ۱۷۸)

راول: ہندوستان کی قدیم رزمیہ نظم رامائن کا ایک کردار؛ لنکا کا راجہ جس نے رام کی بیوی سیتا کو اغوا کر لیا اور بعد ازاں رام نے لنکا پر چڑھائی کر کے اسے چھڑا لیا۔ (ج: ۱، ص: ۱۷۹)

ایاد بن معد: عرب کی تاریخ کا وہ شخص جس نے عرب قبیلوں میں لڑائی کی ابتدا کی۔ اس نے اپنے ہی بھائیوں پر حملہ کیا تھا۔ (ج: ۱، ص: ۲۵۶)

حاتم طائی: قبل از اسلام عرب کے بنی طے قبیلے کا ایک فرد جو اپنی سخاوت کی وجہ سے مشہور تھا۔ (ج: ۱، ص: ۲۹۳)

”ضیاء اللمی“ میں اسمائے مصروف

فُس بن ساعدہ الإلادی: عہد جاہلیت میں یہ پہلا فرد تھا جو قیامت پر ایمان لے آیا تھا۔ اس نے ۳۸۰ سال کی عمر پائی اور نبی کریم ﷺ کا زمانہ بھی پایا۔ علامہ ابن حجر کے نزدیک اس کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۳۳۴، ۳۳۵)

متفرق

اولپیٹا: قدیم اہل یونان کے ایک بڑے تہوار کا نام جہاں کھیل، موسیقی، شاعری، شہنائی، حسن اور شراب نوشی کے مقابلے ہوتے تھے۔ یہ تہوار چار سال بعد مغربی ہیلوپونی سکس کے مقام پر منایا جاتا اور یہیں زُوس دیوتا کا معبد بھی تھا۔ (ج: ۱، ص: ۱۰۶)

محمود: ابرہہ کے ہاتھی کا نام۔ جب اس کا رخ مکہ کی طرف کرتے تو یہ بیٹھ جاتا اور جب یمن یا کسی اور طرف کرتے تو بھاگنے لگتا تا آنکہ ابابیل نے حملہ کر دیا۔ ابرہہ کے لشکر میں تیرہ ہاتھی تھے محمود کے علاوہ سب ہلاک ہو گئے۔ (ج: ۱، ص: ۴۵۴، ۴۵۵)

اہم مقامات

سُوسا SUSA: ایک مقام جہاں قدیم ایرانی حکومت نے ۳۳۹ء میں ایک سو پادریوں اور پانچ ہتھیاروں کو پھانسی دی تھی۔ (ج: ۱، ص: ۵۷)

جیزا: قدیم مصر کا علاقہ جس کے ہرم کی تعمیر میں ایک لاکھ مزدور بیس سال تک مصروف رہے۔ (ج: ۱، ص: ۱۶۰)

ارسیونی: قدیم مصر کا علاقہ جس کے دو تہائی باشندے دوسری صدی عیسوی تک بادشاہوں کی نقل میں اپنی بہن بیٹیوں سے نکاح کرنے کے عادی تھے۔ (ج: ۱، ص: ۱۶۱)

حضور: قدیم عرب میں ایک مقام جہاں بخت نصر اور عدنان کے درمیان دوسرا معرکہ ہوا تھا۔ یہ یمن کے مشہور شہر بیدکی نواجی بستی کا نام تھا۔ یہ علاقہ حضرت شعیب علیہ السلام کا جائے سکونت بھی رہا جو بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر تھے۔ علاوہ ازیں، کوہ سرات کے طویل پہاڑی سلسلے کا نام جو بلاد عرب کے جنوب میں واقع ہے۔ (ج: ۱، ص: ۳۹۹، ۴۰۰)

دارالندوہ: ایک عمارت جو قُصی بن کلاب نے تعمیر کرائی۔ اس کا دروازہ حرم شریف میں کھلتا تھا۔ قُصی اس میں بیٹھ کر قوم کے سارے مسائل باہمی مشورے سے حل کرتے تھے اور تمام سماجی تقریبات بھی اسی میں طے پاتیں۔ قُصی نے اسے اپنے بیٹے عبدالدار کے حوالے کیا اور اس کی اولاد کے بعد حکیم بن حزام کی ملکیت میں آئی۔ انھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اسے ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ (ج: ۱، ص: ۴۲۵، ۴۲۶)

مِیقیا: قدیم روم میں ایک مقام جہاں شاہ قسطنطین کے زیر انتظام ۳۲۵ء میں عیسائیوں کی کانفرنس منعقد ہوئی جہاں تو حید کے حامیوں اور تثلیث کے حامیوں کے درمیان کئی روز تک اجلاس ہوتے رہے لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تاہم اس کانفرنس

میں یہ طے پایا کہ عبرانی زبان میں تمام اناجیل ضائع کر دی جائیں۔ جس کے پاس یہ انجیل ملے اس کی گردن اڑادی جائے۔ (ج: ۱، ص: ۵۰۶)

وائٹا: وہ مقام جہاں برناباس انجیل کا ایک نسخہ شہزادے یوگین EUGENE کی ذاتی لائبریری میں محفوظ پڑا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۵۰۶)

حواشی:

- (۱) خلیل صدیقی، پروفیسر، زبان کا مطالعہ (کوئٹہ: روٹی پبلشرز، ۲۰۰۱ء)، ص ۳۳۔
- (۲) وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۴ء)، ص ۸۹ [بارشتم]۔
- (۳) خلیل صدیقی، پروفیسر، زبان کا مطالعہ (کوئٹہ: روٹی پبلشرز، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۲۔
- (۴) عابد علی عابد، سید، البدیع (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء)، ص ۵۰۔
- (۵) ایضاً، ص ۶۔
- (۶) احمد رضا خان بریلوی، امام، ترجمہ کنز الایمان، سورۃ بقرہ، آیت ۳۱ (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، س ن)
- (۷) علامہ اقبال، کلیات اقبال اردو، متن، اردو ترجمہ، تشریح، (مرتبہ) (لاہور: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، س ن)، ص ۸۳۲۔
- (۸) سلیمان ندوی، سید، نقوش سلیمانی، ص ۲۹۲، بہ حوالہ زبان کا مطالعہ (کوئٹہ: روٹی پبلشرز، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۷۲۔
- (۹) خلیل صدیقی، پروفیسر، زبان کا مطالعہ، مجلہ بالا، ص ۱۲۔
- (۱۰) محمد کرم شاہ الازہری، پیر، ضیاء النبی (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۱۵ھ)، ص ۶۴ [جلد دوم]۔

مآخذ:

- اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، متن، اردو ترجمہ، تشریح، (مرتبہ)، لاہور: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، س ن۔
- الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۱۵ھ [جلد دوم]۔
- بریلوی، امام احمد رضا خان، ترجمہ کنز الایمان، سورۃ بقرہ، آیت ۳۱، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، س ن۔
- سلیم، مولوی وحید الدین، وضع اصطلاحات، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۴ء [بارشتم]۔
- صدیقی، پروفیسر خلیل، زبان کا مطالعہ، کوئٹہ: روٹی پبلشرز، ۲۰۰۱ء۔
- عابد، سید عابد علی، البدیع، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء۔
- ندوی، سلیمان، سید، نقوش سلیمانی، ص ۲۹۲، بہ حوالہ زبان کا مطالعہ، کوئٹہ: روٹی پبلشرز، ۲۰۰۱ء۔